سیر و سوانح

خرم جاہ مراد

ڈاکٹر عبدالرحیم قدوائی

خرم جاہ مراد مرحوم، نائب امیر جماعت اسلامی پاکستان ۱۹۳۲ء میں بھوپال میں پیدا ہوئے تھے ۱۹۴۸ء میں پاکستان ہجرت کی اور کراچی یونیورسٹی نیز مینی سوٹا یونیورسٹی (امریکہ) میں انجینیرنگ کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ بطور انجینیر وہ کراچی، ڈھاکہ، طہران اور ریاض میں مقیم رہے۔ ریاض میں قیام کے دوران مرحوم نے حرم پاک کی توسیع میں نمایاں حصہ لیا۔ مرحوم بچپن ہی سے تحریک اسلامی سے وابستہ تھے جماعت اسلامی بھوپال سے تعلق کی بنا پر انھوں نے جمعیۃ الطلبہ کی رکنیت اختیار کی اور ۱۹۵۱-۵۲ء میں اس کے ناظم اعلیٰ رہے۔ اس کے بعد جماعت اسلامی پاکستان میں شامل ہوگئے۔ مرحوم ڈھاکہ اور لاہور کے امیر، جماعت کی مجلس عاملہ اور مرکزی مجلس شوریٰ کے اہم رکن بھی رہے ۱۹۸۷ء سے اپنی وفات تک وہ نائب امیر کے منصب پر مامور رہے۔ ۱۹۹۲ء سے وہ مولانا مودودیؒ کے قائم کردہ مجلہ 'ترجمان القرآن' کے مدیر کے فرائض بھی انجام دے رہے تھے۔ ان کے زیر ادارت "ترجمان" کے معیار اور خریداروں کے حلقوں میں نمایاں اضافہ ہوا۔ مرحوم ۱۹۷۸ء سے ۱۹۸۶ء تک اسلامک فاؤنڈیشن، لیسٹر (انگلستان) کے ڈائرکٹر جنرل بھی رہے۔ انگریزی اور اردو میں مرحوم کی تصانیف کی تعداد تیس ۳۰ سے زائد ہے۔ مولانا مودودی کی متعدد تصانیف کے انگریزی ترجمے کے علاوہ مرحوم نے مولانا ابوالحسن علی ندوی کی ایک انگریزی تصنیف کو بھی مدون اور مرتب کیا۔ مرحوم کی وفات ۱۹ر دسمبر ۱۹۹۶ء کو لیسٹر انگلستان میں بعارضۂ قلب ہوئی۔ قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

مندرجہ ذیل تاثراتی مضمون ڈاکٹر عبدالرحیم قدوائی شعبۂ انگریزی، مسلم یونیورسٹی کے قلم سے ہے۔ موصوف کو خرم جاہ مراد مرحوم سے رفاقت کا شرف حاصل رہا ہے۔

(ادارہ)

کچھ دل آویز شخصیتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان سے ذہنی مناسبت، قلبی تعلق اور جذباتی لگاؤ کے وفور کے باعث یہ متعین کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ ان سے رسمی تعارف کب ہوا۔ دراصل قلبی یگانگت اور مناسبت مہ وسال کے قیود سے بے نیاز بلکہ ماورا ہوتی ہے۔

حافظے کی لوح پر خرم جاہ مراد مرحوم کا اولین اور انتہائی خوشگوار اور مرعوب کن نقش اسلامک فاؤنڈیشن انگلستان کے معیاری انگریزی علمی مجلے 'مسلم ورلڈ بک ریویو' کے مدیر کے طور پر مرتسم ہے۔ مجلے کے اسی شمارے میں مرحوم کے قلم سے دور حاضر کے متجدد ڈاکٹر فضل الرحمٰن کی قرآن مجید پر تصنیف کا بلند پایہ علمی محاسبہ بھی شامل تھا۔ بحیثیت مدیر اور مصنف مرحوم نے قلب و ذہن کو منور اور مرتعش کر دیا۔ حسن اتفاق کہ اپنی اعلیٰ تعلیم کے حصول اور اسلامک فاؤنڈیشن کے انگریزی تراجم کے پراجیکٹ کے ضمن میں راقم السطور کا عرصے تک انگلستان میں قیام رہا اور مرحوم کی سیرت اور علمیت کئی پہلوؤں سے تسخیر قلب کا باعث بنتے چلے گئے۔ یہاں ذکر ان کی شخصیت کے معروف اور رسمی گوشوں کا نہیں بلکہ پیش نظر یہ ہے کہ مرحوم کے فکر وفن کی ایسی جہات کو نمایاں کیا جائے جو مشعلِ راہ کا کام دے سکتی ہیں۔

تعلیمی اسناد اور پیشے کی رو سے مرحوم انجینیر تھے، اس فن میں بھی وہ درجۂ کمال پر فائز تھے لیکن اہم تر نکتہ یہ ہے کہ ان کی ساری زندگی تعمیر سے عبارت رہی۔ تعمیر کردار کی، تعمیر اداروں کی، تعمیر ذہن کی اور تعمیر جماعت کی۔ اور اس ساری تعمیری سرگرمی کا نقشہ صرف ایک تھا — اسلام — مرحوم نے اپنی بہترین صلاحیتیں اپنے گرد وپیش کے افراد اور معاشرے کو اسلامی خدوخال میں ڈھالنے کے لیے وقف کر دی تھیں۔ یہ بھی غالباً ان کی پیشہ ورانہ تربیت کا فیضان تھا کہ ہر منصوبہ انتہائی دور رسی کے ساتھ مرتب کرتے اور نہایت سلیقے سے اسے بروئے عمل لاتے۔ یقیناً ان کے ذہن کی تعمیری جہت کو یہ ارفع مقصدیت، مولانا مودودیؒ سے ان کے علمی اور فکری استفادے، جماعت اسلامی اور جمعیۃ الطلبہ سے گہرے تعلق کی بدولت میسر آئی۔ البتہ قابل ذکر پہلو یہ ہے کہ انھوں نے اپنی اس تعمیری صلاحیت کو دیارِ مغرب میں بالعموم اور انگلستان میں بالخصوص اسلام کی بنیادیں مضبوط کرنے، اس کے علمی اور فکری قلعوں کو کھڑا کرنے اور اُس کی دفاعی فصیلوں کو مستحکم کرنے میں صرف کیا — طارق بن زیاد اور عبدالرحمٰن الداخل کے خواب کی

بیسویں صدی کے آخر میں کیسی زریں تعبیر تھی یہ۔

مرحوم کا ذہن بھی تعمیری تھا اور فکر بھی۔ مولانا عبدالماجد دریا بادیؒ کی انگریزی تفسیر کے مابہ الامتیاز خصائص پر راقم السطور کا مقالہ پاکستان کے ہمدرد اسلامکس میں شائع ہوا۔ مرحوم کی علم نوازی اور قدر افزائی الطاف نامے کی شکل میں باعث سرفرازی ہوئی۔ شفقت اور ہمت افزائی کا یہ انداز ہی مجھ نو آموز کا دل جیتنے کے لیے کافی تھا مگر جس ادا نے مجھے گویا مسخر کر لیا وہ مرحوم کا مولانا دریا بادیؒ کی انگریزی تفسیر سے اپنی خوشہ چینی کا برملا اعتراف اور ان کے تفسیری کارنامے کی مدح وتحسین تھا۔ اس اجمال کا یہ پس منظر یقیناً قابل ذکر ہے کہ "صدق" مجسّم مولانا دریا بادیؒ، مولانا مودودیؒ اور جماعت اسلامی کی گراں قدر خدمات کے علی الاعلان معترف ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے تسامحات اور تفردات کے سخت ناقد بھی تھے۔ کچھ عجب نہیں کہ براہ راست خرم مراد مرحوم بھی کبھی مولانا دریا بادیؒ کے قلم کی زد میں آئے ہوں۔ اس کے باوصف علمی دیانت اور امانت کے درخشاں اسلامی اصولوں پر کاربند رہتے ہوئے مرحوم نے مولانا دریا بادی کی تعریف اور تحسین میں کسی جماعتی عصبیت کو حائل نہیں ہونے دیا۔ عالی ظرفی کی ایسی روشن مثالیں دینی جماعتوں، اداروں اور حلقوں میں شاذ ہی ملتی ہیں۔

قیام انگلستان کے دوران مرحوم تن دہی اور جانفشانی کے ساتھ دیارِ مغرب میں اسلام کی اشاعت میں منہمک رہے۔ کلمۂ حق کی سربلندی اور اسلام کی نصرت اور دفاع کے ذوق وشوق سے سرشار جذبے کے ساتھ ساتھ مرحوم پر یہ بنیادی حقیقت روشن تھی کہ مغرب میں اسلام کے مؤثر تعارف کی لازمی شرط انگریزی محاورۂ زبان پر قدرت ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے انھوں نے انگریزی زبان اور بیان پر باقاعدہ ریاضت کر کے قابل رشک حد تک عبور حاصل کر لیا تھا۔ ان کی تصانیف کی اثر آفرینی کا ایک بڑا سبب زبان پر ان کی غیر معمولی قدرت بھی ہے۔ اس باب میں وہ اس حد تک درجۂ کمال پر فائز تھے کہ مغربی قارئین کے جدا جدا طبقوں کے لیے مناسب اور مختلف اسالیب میں اپنا ما فی الضمیر ادا کرنے پر بھی قادر تھے۔

انگلستان میں اپنے قیام کے ابتدا ہی میں ان پر یہ نکتہ واضح ہو گیا تھا کہ مغرب میں مقیم لاکھوں معاشی مہاجر مسلمانوں اور نومسلموں کی آئندہ نسلوں کی اسلامی تعلیم اور

تربیت کے لیے حسب حال کتابوں کی اشد ضرورت ہے۔ یہ مقصد ان کے ذہن پر ایسا مستولی ہوا کہ انھوں نے خود بچوں کے لیے مناسب تصانیف پیش کرنے کی شدید مشق بہم پہنچائی اور اس مقصد میں اعلیٰ کامیابی حاصل کی۔ اس حقیقت کا اظہار غالباً غیر ضروری سا ہے کہ کسی مصنف کے لیے بیک وقت علمی اسلوب اور بچوں کے لیے مناسب اسلوب پر ید طولیٰ حاصل کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔ لیکن مرحوم کے دل میں اسلام کی سربلندی اس کے فروغ اور اشاعت کی ایسی دھن اور ایسی تڑپ تھی کہ اس راہ میں درپیش تمام شدائد ان کے لیے ہیچ تھے۔

مرحوم کی تعمیری ادارہ سازی کا ایک بڑا ہی دلکش مظہر ان کا قائم کردہ علمی انگریزی مجلہ "مسلم ورلڈ بک ریویو" ہے جو ۱۹۸۰ء سے انتہائی پابندی سے سہ ماہی رسالے کے طور پر اب تک شائع ہو رہا ہے۔ مستشرقین کی ہرزہ سرائیوں کا ماتم ہر پڑھے لکھے مسلمان کی زبان سے سن لیجئے لیکن اس کی تردید کی سنجیدہ کوشش کم ہی دیکھنے میں آئی ہے۔ مرحوم نے اس مجلے کے ذریعہ مستشرقین کے تعصبات، مغالطوں، ذہنی تحفظات کی پردہ دری اور ہر مسئلے پر اسلامی موقف کی پراعتماد وکالت اور مغرب ہی کے اسلوب اور طرز بیان میں اسلامی نقطۂ نظر کی تشریح اور ترجمانی کی بنیاد ڈالی ہے۔ اس مجلے کے ہر شمارے میں ممتاز مغربی ناشروں اور دانش گاہوں کی اسلام اور مسلمانوں پر انگریزی میں مطبوعات پر سیر حاصل اور پر مغز تبصرہ ہوتا ہے۔ اس مجلے کی علمی ساکھ کا یہ عالم ہے کہ ان موافقانہ تبصروں کو غیر مسلم ناشر اپنے حق میں اعلیٰ ترین سند گردانتے ہیں اور کتاب کے اگلے ایڈیشن کے سرورق پر بصد افتخار اسے درج کرتے ہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر اس مجلے کا خوشگوار اور مثبت نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ اب کچھ عرصہ سے بعض ناشر اپنے مسودے فاؤنڈیشن کو طباعت سے قبل روانہ کر دیتے ہیں تاکہ اسلام سے متعلق کوئی مضحکہ خیز غلطی یا دانستہ غلط بیانی اشاعت میں نہ در آئے۔ متنوع موضوعات پر تبصرہ کا حق ادا کرنا کسی فرد واحد کے لیے ممکن نہیں۔ مرحوم نے اس مقصد کے حصول کے لیے عالم اسلام کے منتخب اہل قلم کا تعاون حاصل کیا۔ اس میں کچھ کیفیت اپنے فرض منصبی سے سرشار ایسے معمار کی نظر آتی تھی جو عمارت میں مستعمل ہر ہر خشت کا بغائر انتخاب کرتا ہو۔

اسلام کی اشاعت سے مرحوم کا تعلق نری تصنیفی سرگرمیوں تک محدود نہ تھا۔

ان کی تو گویا پوری زندگی اور تمام صلاحیتیں اسی اعلیٰ و ارفع مقصد کے لیے وقف تھیں۔ تربیت سازی اور نئی نسلوں کی ساخت و پرداخت صحیح معنی میں کارِ نبوت ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے جانکاہ کاوش اور دیدہ ریزی ہی درکار نہیں ہوتی بلکہ اعلیٰ سیرت بھی مطلوب ہوتی ہے۔ تصانیف کے ذریعہ اسلام کے تعارف کی اہمیت اور افادیت مسلّم مگر اسلام کا بہترین تعارف گوشت پوست کے قالب میں مسلمان ہی ہوتے ہیں۔ مرحوم اس حقیقت کے رمز شناس تھے۔ اپنے انگلستان کے قیام کی ابتدا ہی سے مرحوم نے اپنی بہترین صلاحیتیں اور بھرپور توانائی مسلم نوجوانوں کی دعوت اور تربیت پر مرتکز کر دیں۔ آج کے مادی دور میں اسلام کی جانب دعوت دینا ہی کارے دارد ہے اور پھر جب مخاطبین جنت شداد کے مکین ہوں، طاغوت کے عین قلب میں واقع قلعے میں اسیر ہوں، قدم قدم پر ترغیبات اور تحریصات کا شکار ہوں، نفسانیت بلکہ حیوانیت کے خوگر ہوں تو ان کو اسلام کے پیغام کی جانب راغب کر دینا اور ان نوجوانوں کی قلب ماہیت کر دینا اگر براہِ راست ان آنکھوں سے نہ دیکھا ہوتا تو اس محیر العقول کارنامے پر یقین کسی طرح نہیں کرتا۔ مرحوم نے بڑی جانفشانی کے ساتھ صالح نوجوانوں کا ایک ہراول دستہ تیار کیا۔ سنت ابراہیمی پر عمل کرتے ہوئے اس کے لیے اپنے بیٹے برادر عزیز القدر فاروق مراد سلمہ کو پیش کیا۔ ان کے انہماک، فرطِ تعلق، دل سوزی اور دردمندی سے ذہن میں بے اختیار ایک ایسے فرض شناس مالی کی تصویر ابھرتی ہے جو بڑی ہی سنگلاخ اور شوریدہ زمین میں لہلہاتے ہوئے چمن کا خواب دیکھ رہا ہو۔ بحمد اللہ کلمہ طیبہ کا یہ شجرہ طیبہ ینگ مسلمز کی جماعت کی شکل میں پورے انگلستان بلکہ اب یوروپ میں بھی برگ و بار لا رہا ہے۔

مرحوم عصری ضروریات سے خوب آگاہ تھے اور اسی مناسبت سے ادارہ سازی کے قائل تھے۔ اسلامک فاؤنڈیشن نامی ادارہ ان کی بصیرت اور دوررسی کا شاہکار ہے۔ دیارِ مغرب میں اسلام کی دعوت کی کیا ترجیحات ہوں؟ اس کے اجزائے ترکیبی کیا ہوں؟ اس کے لیے کن مطبوعات کی ضرورت ہوگی؟ اس کے مطالبات ہر ہر سطح پر کیا ہوں گے؟ اس ہمہ گیر مشن کے نفاذ کے لیے کیسے افراد مطلوب ہیں؟ مرحوم کا ذہن ان سوالات کی بابت بے غبار حد تک صاف تھا۔ ۱۹۸۰ء میں فاؤنڈیشن کی

قیادت قبول کرنے کے بعد مرحوم نے اسے مغربی معیارات کے مطابق ایک اعلیٰ پایہ کے علمی، دعوتی اور اشاعتی ادارے کے فروغ کا جو منصوبہ مرتب کیا تھا آج فاؤنڈیشن اپنی توسیع اور استحکام کے لیے مرحوم کی روشن فکر کا مرہون منت ہے۔ مرحوم نے فاؤنڈیشن میں بعض ایسے شعبوں کی بنیاد ڈالی جن کی اہمیت اور افادیت کا کما حقہ، ادراک اب تک پوری طرح عالم اسلام میں نہیں ہے۔ مثلاً آج کی بین المذاہبی دنیا میں اجتماعی زندگی کا ایک اہم گوشہ مسلمانوں اور دیگر مذاہب کے متبعین کے مابین تعلقات اور ان کی نوعیت کا ہے۔ تعلقات سے مراد دینی تعلقات بھی ہیں اور معاشرتی بھی۔ مغرب کی ضروریات کے پیش نظر مرحوم نے فاؤنڈیشن میں عیسائی۔مسلم تعلقات کا شعبہ قائم کیا۔ یہی معاملہ کم و بیش انگریز نو مسلموں کا بھی ہے۔ ان کی علمی اور معاشرتی ضرورتیں قبول اسلام کے بعد عام مسلمانوں سے قدرۃً مختلف ہوتی ہیں۔ مرحوم نے بروقت اس کا اندازہ کیا اور فاؤنڈیشن کا ایک سرگرم شعبہ بحمداللہ اس میدان میں گراں قدر خدمات انجام دے رہا ہے۔ اسلام کی حقانیت کو منظر عام پر لانے کے لیے جامع اسلامی طرز حیات کا تعارف ناگزیر ہے۔ فاؤنڈیشن نے مغربی دنیا کو اسلامی معاشیاتی نظام کے مالۂ اور ماعلیہ سے اس درجہ واقف کرا دیا کہ اب متعدد برطانوی دانش گاہوں میں اسلامی معاشیات بطور اہم مضمون مروج ہے۔ دیارِ مغرب میں پیدا ہوئے اور پروان چڑھے مسلم نونہالوں کی تعلیم و تربیت کا ذکر اس سے قبل آچکا ہے۔ مرحوم کی قیادت میں فاؤنڈیشن نے اس میدان میں اولیت کا شرف حاصل کیا۔ گراں قدر اسلامی مطبوعات، تربیتی کیمپوں کا انعقاد وغیرہ اسی بصیرت افروز فکر کے نتیجے کے طور پر منظر عام پر آئے۔ اسلام اور مسلمانوں سے متعلق دستاویزی مواد کی فراہمی، اس کی موضوعاتی درجہ بندی اور اس کے تجزیاتی مطالعوں کے لیے بھی مرحوم نے فاؤنڈیشن میں خاصا اہتمام کیا۔ اسی کے ساتھ ساتھ دیارِ مغرب میں اسلام کی ترقی اور اشاعت کے معروف طریقوں یعنی مساجد، مکاتب اور لائبریریوں کے قیام اور ریڈیو، ٹیلی ویژن اور مذاکرات کے ذریعے اسلام کی صحیح تصویر کشی جیسے امور کو مرحوم نے نظر انداز نہ کیا البتہ ان کے تعمیری ذہن کا اصل کارنامہ دیار مغرب میں اسلام کی بنیادوں کو پختہ کرنے، اس میں حسب حال اضافے کرنے اور اس کے رخنوں اور انہدام کا سدباب کرنے میں مضمر ہے۔ مرحوم کا یہ کارنامہ صدقۂ جاریہ

کی بہترین مثال اور خیر کثیر کی قابل رشک علمی شکل ہے۔ اللہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں اعلیٰ ترین مقام پر فائز کرے (آمین) اس صراحت میں چنداں مضائقہ نہیں کہ فاؤنڈیشن کے ان بیش بہا کارناموں میں بڑا دخل مرحوم اور فاؤنڈیشن کے بانی اور چیرمین پروفیسر خورشید احمد کے درمیان ذہنی یگانگت اور اشتراک عمل کا بھی تھا جو اس وقت تک جاری رہا۔ یہ پروفیسر احمد کی جوہر شناس نظر اور رسا ذہن کا کمال تھا کہ اس بیش قیمت تعمیری کام کے لیے مرحوم کا انتخاب کیا۔ اسی طرح فاؤنڈیشن کے ان منصوبوں کو حقیقی رنگ و روغن عطا کرنے میں اہم پہلو اس بیش بہا تعاون کا بھی تھا جو مرحوم کو بربنائے اخلاص اور برادرانہ محبت اپنے رفقاء ڈاکٹر محمد مناظر احسن اور سید فیاض الدین احمد سے ہمیشہ حاصل رہا۔

مرحوم خرم مراد نے انگریزی زبان میں متعدد علمی اور وقیع کتابیں تصنیف کی ہیں یا ان کا اردو سے انگریزی میں ترجمہ کیا ہے۔ ماہنامہ ترجمان القرآن لاہور فروری ۹۷ء میں ان کا تفصیل سے ذکر ہے۔ ذیل کی سطور میں ان کا مختصر تعارف کرایا جا رہا ہے:

۱۔ Way to the Qura'n: اس کتاب میں بڑے سادہ لیکن دلکش اور مؤثر انداز میں اللہ کے بندوں کو قرآن سے جوڑنے اور انھیں قرآن کے پیغام کو سمجھنے کا راستہ دکھایا گیا ہے اور اس کی تلاوت، تفہیم، تعلیم اور تنفیذ ہر پہلو پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

۲۔ Shariah: The way to God
۳۔ Shariah: The way to Justice
مذکورہ دونوں مضامین میں قرآن کے پیش کردہ نظام زندگی کا تعارف کرایا گیا ہے۔

۴۔ A Quranic Treasure: یہ قرآن کے پیغام پر مشتمل انتخاب ہے۔

۵۔ Major Themes in Quran: یہ کتاب یونیسکو کے ایک علمی پروجیکٹ کے طور پر لکھی گئی تھی۔ اس میں قرآن کے مضامین اور اسالیب سے بحث کی گئی ہے۔

۶۔ Key to Al-Baqarah: اس میں سورۂ البقرہ کے مضامین کا تعارف کرایا گیا ہے اور اس کے اندرونی نظم کو واضح کیا گیا ہے۔

۷۔ Gifts from Mohammad
۸۔ Who is Mohammad?
ان میں سیرت نبوی اور تعلیمات نبوی کا تعارف کرایا گیا ہے۔

۹۔ Islamic Movement in the west: Reflections on some issues (1981)

۱۰۔ Dawah among non-muslims in the west. Some Conceptual and methodological aspects (1986)

ان دونوں کتابوں میں مغرب میں اسلامی دعوت کے طریقۂ کار پر روشنی ڈالی گئی ہے اور تحریک اسلامی کے اہداف اور ترجیحات متعین کی گئی ہیں۔

۱۱۔ اسلامک فاؤنڈیشن لیسٹر کے تحت بچوں اور نوجوانوں کے لیے اسلامی ادب پر تقریباً ایک درجن کتابیں تیار کیں۔

۱۲۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی متعدد تصانیف کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔ مثلاً "اسلام کا نظامِ حیات"، کا پروفیسر خورشید احمد کے ساتھ مل کر Islamic way of life کے نام سے ترجمہ کیا۔ خطبات کا ترجمہ Let us be Muslims کے نام سے کیا۔ اسی طرح "شہادتِ حق" اور "تحریک اسلامی کی اخلاقی بنیادیں" کا ترجمہ کرنے کے ساتھ ان پر تعارف لکھا اور وضاحتی نوٹ لگائے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی ان خدمات جلیلہ کو قبول فرمائے اور مغرب میں اسلام کی اشاعت کی، مرحوم کی کاوشوں کو استحکام بخشے۔

ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی کی ایک اہم پیش کش

مذہب کا اسلامی تصوّر — مولانا سلطان احمد اصلاحی

اس کتاب میں معاملات دنیا سے مذہب کی بے دخلی کے تصور کو اس کے خاص تاریخی تناظر میں دیکھا گیا ہے۔ کتاب کے پہلے باب میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ چرچ کے ناقابل بیان مظالم کے نتیجے میں یورپ میں چرچ اور اسٹیٹ کی علاحدگی اور مسیحیت سے بے زاری کے ساتھ خود مذہب سے بے زاری پیدا ہوگئی تھی۔ دوسرے باب میں قرآن اور سنت کی روشنی میں اسلام کے مطلوبہ تصور مذہب کو پورے شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

آفسیٹ کی عمدہ طباعت، صفحات ۵۹۱، قیمت مجلد صرف سو روپے

ملنے کے پتے: (۱) ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی۔ پان والی کوٹھی۔ دودھ پور علی گڑھ

(۲) مرکزی مکتبہ اسلامی ۱۳۵۳۔ چتلی قبر۔ دہلی۔ ۶